الله
رسول
محمد
علمِ رسالت
اور
عقیدہ ختمِ نبوت
مصنف
مفتی محمد تصدق حسین
فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
بزم رضا
جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القران
کامرہ کینٹ اٹک

علمِ رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت

از

مفتی محمد تصدق حسین

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ناظمِ تعلیمات جامعہ المرکز الاسلامی والٹن لاہور

0300-4109731

زیرِ اہتمام

جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن

کامرہ کینٹ، اٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : علمِ رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت

مصنف : مفتی محمد تصدق حسین

نظر ثانی : مولانا محمد فرمان علی، مولانا اقبال احمد

پروف ریڈنگ : مولانا محمد حنیف، مولانا طاہر صادق

تعداد : 1100

مطبع : لاہور

قیمت : 70 روپے

ملنے کے پتے

☆ جامعہ المرکز الاسلامی مین والٹن روڈ لاہور کینٹ

☆ جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن، کامرہ کینٹ، اٹک

☆ گنج بخش کتب مارکیٹ نزد دربار داتا صاحب لاہور

فہرست کتاب

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر

انتساب

زبدة الكاملين، قدوة السالكين، شمس العارفين

زهد الانبياء، فخر العلماء، سندالاتقياء

حضرت خواجہ **فریدالدین مسعود**

المعروف حضرت گنج شکر رحمة الله عليه

کے نام

اسلام اور تصوف کیلئے آپ کی گراں قدر

خدمات سے زمانہ مستفید ہو رہا ہے

محمد تصدق حسین

اھداء

فاتح قادیانیت، شیخ طریقت، حامی شریعت

سرتاج العلماء، شمس الفقھاء ، فخر اولیاء

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمة اللہ علیه

کے نام

تحفظ ختم نبوت کیلئے آپ کی جدو جہد کے

انمٹ نقوش تاریخ عالم پر ثبت ہیں

محمد تصدق حسین

اظہارِ خیال

فاضلِ جلیل حضرت علامہ حافظ محمد حامد رضا رضوی

مہتمم جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن اٹک

اللہ رب العزت نے انسانیت کی اصلاح کیلئے اپنے برگزیدہ انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا جنہوں نے انسانوں کے مقصد حیات کو واضح فرمایا۔ حضور سید کائنات ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ پر دین اسلام کی تکمیل ہوئی اور یہی دین قیامت تک کیلئے راہ ہدایت قرار پایا۔ دین اسلام کی ترویج و اشاعت کیلئے علماء حق نے بہت محنت کی۔ اغیار کی سازشوں، لادینیت کے طوفانوں، بے راہ روی کی آندھیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہر دور میں پرچم اسلام کو بلند رکھا۔

تبلیغ دین کے مقدس مشن کو جاری رکھنے کیلئے کامرہ اٹک کی سرزمین پر جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن قائم کیا گیا۔ جامعہ ھذا سے اب تک سینکڑوں حفاظ اور بیسیوں علماء علوم دینیہ کی تکمیل کر کے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں خدمت دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

گزشتہ برس حضرت علامہ فرمان علی فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جامعہ میں تدریس کیلئے تشریف لائے، علمی وروحانی خانوادے سے تعلق کی بنا پر مولانا موصوف کی شخصیت میں محنت، لگن، تحقیق وتدوین اور خلوص ومحبت ایسی صفات نمایاں ہیں۔ مولانا فرمان علی کی خواہش پر باہم مشاورت سے ہم نے جامعہ محمدیہ غوثیہ کے طلباء کی تنظیم ''بزم رضا'' کے تحت دینی وعلمی لٹریچر کے نشرواشاعت کا آغاز کیا۔ اس سلسلہ میں ہم مولانا موصوف کے برادر اکبر محقق اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد تصدق حسین رضوی کا مقالہ

"علم رسالت اور عقیدہ ختم نبوت" شائع کر رہے ہیں۔ اس مقالہ میں فاضل مصنف نے مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ ختم نبوت اور علوم نبوت پر مختصر مگر جامع گفتگو فرمائی۔

نشر و اشاعت کے حوالے سے جامعہ ھذا کا یہ پہلا کام ہے آئندہ بھی مختلف موضوعات پر کام کا ارادہ ہے تا کہ تعلیم و تعلم کے ساتھ ساتھ تحریر و تصنیف کے ذریعے بھی امت مسلمہ تک دین کا پیغام پہنچایا جا سکے اور جہاں تک ممکن ہو افراد معاشرہ کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی جائے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری اس خدمت کو قبول فرمائے جامعہ کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ اس کے منتظمین و معاونین اور اساتذہ و طلباء کو خدمت دین کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

حافظ محمد حامد رضا رضوی

بانی و مہتمم جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن

کامرہ کینٹ، اٹک

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین

و علی آلہ الطیبین الطاهرین وا صحابہ الهادین المهدیین اما بعد

اللہ تعالیٰ ﷻ نے نوع انسان کی تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کے واسطہ سے فرمائی لیکن جغرافیائی حدود کے اختلاف، رنگ ونسل کے امتیازات اور خاندان کی تفریق نے اولاد آدم میں افتراق وانتشار پیدا کر دیا۔ ان حالات کو اتحاد و یگانگت اور محبت ومودت میں تبدیل کرنے کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کی سعی وکاوش بہت اہمیت کی حامل ہے بالخصوص حضور سرور کائنات ﷺ نے ملت اسلامیہ کو مقام ومکان کی حدود سے آزادی عطا فرمائی اور اسلام کو سطح ارض کے کسی حصہ سے وابستہ نہ رکھا بلکہ کلمہ توحید کو اس کی بنیاد قرار دے کر ایک ملت کی تعمیر کی اور ملت اسلامیہ کو اعلیٰ ترین مقصد حیات عطا فرما کر حیات جاوید اور بقائے دوام عطا فرمایا۔

سید عالم ﷺ کی ذات گرامی رحمت کی گھٹا تھی جو خشک آسمانوں پر پھیل گئی اور انسانیت کے تپتے صحرا پر برس کر اسے گل وگلزار بنا دیا۔ آپ نور کے ماہتاب تھے جس کی روشن کرنوں نے دنیا کی سیاہی اور ظلمت کو ہدایت کی روشنی سے منور کر دیا۔ آپ کی تعلیم روشنی کا وہ مینار تھی جو طوفان خیز موجوں اور تاریک فضاؤں میں بلند ہو کر انسانیت کیلئے نشان راہ بن گئی۔ آپ کے ہی فیض کا اثر تھا کہ صحرائے عرب کے ریگزاروں کے گمنام باسیوں نے قلیل عرصہ میں مشرق سے مغرب تک سارے عالم میں اسلام کا پرچم بلند کیا۔

بادشاہوں کی عظمت دلوں کی سلطنت پر کبھی حکومت نہ کر سکی، سپہ سالاروں کی تلوار انسانی اوہام کی زنجیریں نہ کاٹ سکی، فلسفیوں کے پیچ وتاب حسن عمل کا کوئی نمونہ پیش نہ کر سکے، یونانی حکمت بھی اطمینان قلب کا کوئی علاج تجویز نہ کر سکی، مقننین کے افکار بھی نوع انسانی کیلئے کوئی مستقل نظام زندگی ایجاد نہ کر سکے، یورپ کی ترقی بھی معاشرے کی

آہوں اور سسکیوں میں کمی نہ لاسکی، سائنس وٹیکنالوجی کی تمام مشینیں انسانیت کا غم کافور کرنے میں ناکام رہیں۔ امن وآشتی، راحت وسکون اور اطمینان قلب کیلئے ہمیشہ دنیا کو امام الانبیاء کی تعلیمات ہی کام آئیں۔

دنیا کے ہر دیانتدار مورخ نے آپ کے بلند مقام کا اعتراف کیا، ہر سلیم الفطرت نے آپ کی رفعت کو تسلیم کیا۔ فی الحقیقت آپ کا مقام ہر مقام سے آگے ہے، دنیا کی تمام برگزیدہ ہستیوں میں اعلیٰ ترین مقام حضور خاتم النبیین ﷺ کو حاصل ہے۔ آپ کا نقش قدم کاروان حیات کیلئے چراغ راہ ہے۔ تمام اقوام اور عالمین کیلئے آپ رحمت بنا کر بھیجے گئے آپ کا نور رنگ ونسل، زبان، جغرافیہ، قوم، قبیلہ اور خاندان کی ہر حد کو توڑ کر دنیا کے ہر گوشے میں یکساں طور پر چمک رہا ہے۔ آپ کے نور علم اور نور نبوت کے بعد دنیا کو کسی نئے علم اور کسی نئے نبی کی قطعی ضرورت نہیں، قیامت تک آنے والے انسانوں کیلئے آپ کا متعین کردہ صراط مستقیم ہی کافی ہے۔

علمِ رسالت

نبی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا عارف ہوتا ہے، کائنات کے اسرار ورموز سے واقفیت رکھتا ہے۔ افراد امت کے افعال پر اس کی نظر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو علوم وکمالات سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ پر نبوت کی تکمیل فرمائی اور دیگر کمالات عدیدہ سے نوازا، اسی طرح خالق کائنات نے اپنے فضل وکرم سے اپنے حبیب کریم کو علم ماکان وما یکون عطا فرمایا اور ایسی کوئی شے نہیں جس پر حضور سید عالم ﷺ کی نگاہ نہ پہنچتی ہو۔ حضور سید عالم ﷺ کی یہ وسعت علمی عطیہ خداوندی ہے۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے علوم پر آیات قرآنیہ شاہد، عادل ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ﴿البقرة : 31﴾

اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیاء) کے نام سکھائے پھر سب (اشیاء) کو ملائکہ پر پیش کیا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے علم کو بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تمام اشیاء کا علم، زبانیں، چیزوں کا نفع وضرر اور آلات کا استعمال، حضرت آدم علیہ السلام کو سکھا دیئے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ان المراد اسماء كل ما خلق الله من اجناس المحدثات من جميع اللغات المختلفة التى يتكلم بها ولد آدم اليوم من العربية والفارسية والرومية و غيرها ﴿تفسير كبير جلد 1 صفحه 398﴾

اور مراد اللہ کی مخلوق میں سے ہر حادث کی جنس کے سارے نام ہیں، جو مختلف زبانوں میں ہونگے، جنہیں اولاد آدم عربی، فارسی اور رومی وغیرہ میں آج تک بول رہی ہے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے انداز میں تفسیر بیان کرتے ہیں۔

و علمه احوالها وما يتعلق بها من المنافع الدينية والدنيوية و علمه اسماء الملائكة و اسماء ذريته كلهم واسماء الحيوانات والجمادات وصنعة كل شى و اسماء المدن والقرى واسماء الطير والشجر وما يكون و كل نسمة يخلقها الى يوم القيامة واسماء المطعومات والمشروبات وكل نعيم فى الجنة واسماء كل شى

﴿روح البيان جلد 1 صفحه 100﴾

حضرت آدم علیہ السلام کو اشیاء کے احوال اور ان کا دینی و دنیاوی نفع سکھایا اور انہیں ملائکہ، اپنی اولاد، حیوانات اور جمادات کے نام بتائے، ہر چیز کا بنانا، تمام شہروں اور دیہاتوں کے نام، پرندوں اور درختوں کے نام بتائے، جو کچھ ہوگا اور قیامت تک پیدا ہونے والی ہر چیز کا نام بتایا کھانے پینے کی چیزوں اور جنت کی بلکہ ہر چیز کے نام بتا دیئے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

﴿الانعام : 75﴾

اور اس طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علم کو بیان فرمایا کہ ہم نے ابراہیم کو زمین و آسمان کی اشیاء دکھادیں۔ یعنی تحت الثریٰ سے لیکر عرش عظیم تک ہر حقیقت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو دکھادی۔ اس لیے کہ صفت صانع کے وجود پر دلیل ہوتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی سلطنت دکھا کر حق الیقین کے مرتبے پر فائز کر دیا گیا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اخرج سعید بن منصور و ابن المنذر وابن ابی حاتم عن السدی عن قوله وكذلك نرىٰ ابراهیم ملکوت السمٰوات والارض قال قام علی صخرة ففرجت له السمٰوٰت السبع حتی نظر الی العرش والی منزله من الجنة ثم فرجت له الارضون السبع حتی نظر الی الصخرة التی علیها الارضون ﴿تفسیر در منثور جلد 3 صفحه 273﴾

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے اس آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا کہ آپ ایک چٹان پر کھڑے ہوئے اور آپ کے لیے سات آسمان منکشف کر دیئے گئے یہاں تک کہ آپ نے عرش کی طرف اور جنت میں اپنا مقام مشاہدہ فرمایا، پھر آپ کیلئے سات زمینیں ظاہر کی گئیں یہاں تک کہ آپ نے اس چٹان کو دیکھ لیا جس پر زمینیں ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيداً ﴿البقرة : 143﴾

اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ

اس آیت کی تفسیر میں یہ کہا گیا ہے کہ قیامت کے دن دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی امتیں بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گی کہ ہمارے پاس تیرا کوئی نبی نہیں آیا۔ تو انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف سے امت محمدیہ گواہی دے گی۔ اس پر بھی پہلی امتیں اعتراض کریں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی گواہی کی تصدیق فرمائیں گے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

و معنی شهادة الرسول علیهم اطلاعه علی رتبة کل متدین بدینه وحقیقته التی هو علیها من دینه و حجابه الذی هو به محجوب عن کمال دینه فهو یعرف ذنوبهم وحقیقة ایمانهم و اعمالهم و حسناتهم و سیاتهم و اخلاصهم ونفاقهم و غیر ذلك بنور الحق

﴿روح البیان جلد 1 صفحه 248﴾

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلمانوں پر گواہی دینے کا معنی یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر دین دار کے دینی مقام اور حقیقت پر مطلع ہیں اور کمال دین کیلئے جو حجاب ہیں ان پر

بھی آپ کو اطلاع ہے۔ پس حضور ﷺ مسلمانوں کے گناہوں، ان کے ایمان کی حقیقت، ان کے اچھے اور برے اعمال اور ان کے اخلاص و نفاق وغیرہ کو نور حق سے پہچانتے ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً ﴿النساء : 113﴾

اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمھیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

آیت کریمہ میں حضور سید عالم ﷺ کے علم پاک کو بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ کو کتاب و حکمت کے اسرار و رموز اور کائنات کے تمام علوم عطا فرمائے۔ کیونکہ عربی زبان میں کلمہ ما مفید عموم بھی ہوتا ہے۔ کائنات کے علوم اور اسرار و رموز سے واقفیت دینا اللہ تعالیٰ کا حضور نبی کریم ﷺ پر خاص فضل و کرم ہے۔

علامہ عبداللہ نسفی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

(وعلمك مالم تكن تعلم) من امور الدين والشرائع او من خفيات الامور وضمائر القلوب ﴿تفسير مدارك جلد 1 صفحه 395﴾

وعلمك مالم تكن تعلم یعنی امور دین اور شریعت کے امور سکھائے یا چھپی ہوئی باتیں اور دلوں کے راز بتائے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں

انزل الله عليك الكتاب والحكمة واطلعك على اسرارهما واوقفك على حقائقها ﴿تفسير كبير جلد 3 صفحه 217﴾

اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت اتاری اور آپ کو ان کے رازوں پر مطلع فرمایا اور انکے حقائق پر واقفیت دی۔

علامہ علاؤالدین خازن رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

(وعلمك مالم تكن تعلم) يعنى من احكام الشرع وامور الدين و قيل علمك من علم الغيب مالم تكن تعلم وقيل معناه و علمك من خفيات الامور و اطلعك علىٰ ضمائر القلوب و علمك من احوال المنافقين وكيدهم ﴿تفسیر خازن جلد 1 صفحہ 426﴾

یعنی شریعت کے احکام اور دین کی باتیں سکھائیں اور کہا گیا کہ آپ کو علم غیب میں وہ باتیں سکھائی گئیں جو آپ نہ جانتے تھے اور کہا گیا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کو چھپی چیزیں سکھائیں اور دلوں کے راز پر مطلع فرمایا اور منافقین کے مکروفریب آپ کو بتادیئے۔

قرآن حکیم اور علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن حکیم کی متعدد آیات سے یہ بات ثابت ہے کہ قرآن پاک میں کائنات کے اسرار و رموز، مخفی خزائن اور ہر شے کا بیان موجود ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک عطا فرمایا، آپ کے قلب اطہر پر ہی قرآن نازل کیا گیا، لہٰذا ثابت ہوا کہ جملہ علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں! ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ ﴿القمر : 53﴾

اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ ﴿نحل : 89﴾

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

وَلَا حَبَّةٍ فِی ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِی كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿الانعام : 59﴾

اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں نہ لکھا ہو۔

ان آیات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قرآن حکیم تمام علوم کا مجموعہ ہے اور حضور سرور عالم ﷺ صاحب قرآن ہیں لہٰذا آپ تمام علوم کا سرچشمہ ہیں۔ جس طرح قرآن حکیم میں متعدد آیات رسول اللہ ﷺ کے علم مبارک پر دلالت کرتی ہیں؟ اسی طرح احادیث پاک میں بھی رسول اللہ ﷺ کے علم پاک کا بیان موجود ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

قام فینا النبی ﷺ مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتیٰ دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه و نسیه من نسیه ﴿بخاری کتاب بدء الخلق جلد 1 صفحه 453﴾

نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان ایک بار کھڑے ہوئے تو ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے اپنی جگہوں میں اور دوزخیوں کے اپنی جگہوں میں داخل ہونے کی خبر دی، اسے جس نے یاد رکھا، سو یاد رکھا، جو بھول گیا سو بھول گیا۔

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

صلیٰ بنا رسول الله ﷺ الفجر و صعد المنبر فخطبنا حتیٰ حضرت الظهر فنزل فصلیٰ ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فا خبرنا بما كان وبما هو كائن فاعلمنا احفظنا

﴿مسلم شریف کتاب الفتن جلد 2 صفحه 390﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر آگئی، آپ نے منبر سے اتر کر ظہر کی نماز پڑھائی، پھر منبر پر رونق افروز ہو کر ہمیں خطبہ دیا، حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا، آپ نے منبر سے اتر کر عصر پڑھائی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر ہمیں خطبہ دیا یہاں تک سورج غروب ہو گیا۔ پس آپ نے ہمیں وہ تمام چیزیں بتا دیں جو ہو چکی تھیں اور جو ہونے والی تھیں (ماکان وما یکون کی خبریں دیں) تو جو ہم میں سے زیادہ حافظہ رکھتا تھا وہ زیادہ عالم تھا۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں

فیه دلالة علی انه اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائها الی انتهائها و فی ایراد ذالك كله فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادة ﴿عمدة القاری جلد 15 صفحه 151﴾

یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں اول سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام احوال بیان فرما دیئے اور ان سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرما دینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عائش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم رایت ربی عز و جل فی احسن صورة قال فیم تختصم الملاء الاعلیٰ قلت انت اعلم قال فوضع کفه بین کتفیّ فوجدت بردها بین ثدییّ فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض

﴿مشکوٰة جلد 1 صفحه 69﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا

رب نے پوچھا کہ مقرب فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کی اے رب تو ہی جانے تو رب نے اپنا دست قدرت (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب میں نے جان لیا۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

هو عبارة عن سعة علمه الذى فتح الله به ﴿مرقات جلد 2 صفحه 400﴾

یہ حدیث حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسعت علم کی دلیل ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اشیاء کا علم عطا فرمایا۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے آفرینش سے لے کر جنت اور دوزخ میں جانے تک کے تمام حالات کی خبر ہے خواہ وہ مبدأ سے متعلق ہوں یا معاش و معاد سے۔ زمین و آسمان کی اشیاء کا علم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ اسی کو علم ماکان و مایکون کہتے ہیں، اور علماء متقدمین کا بھی یہی نظریہ اور فکر ہے۔

علوم خمسہ کی بحث

إِنَّ اللّٰهَ عِندَهُۥ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿لقمان : 34﴾

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور برساتا ہے بارش اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا بتانے والا ہے۔

بخاری شریف اور دیگر کتب حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے حضرت جبریل امین نے وقوع قیامت کے بارے میں سوال کیا تو نبی کریم ﷺ نے جواب میں یہی آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو یہ علوم خمسہ عطا فرمائے یا نہیں۔ قرآن حکیم کی آیات اور احادیث نبویہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے جسے چاہا یہ علوم عطا فرمائے۔

بارش آنے کی خبر

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَ فِیْهِ یَعْصِرُوْنَ ﴿یوسف : 47-49﴾

(حضرت یوسف علیہ السلام نے) فرمایا تم کھیتی کرو گے سات برس لگا تار تو جو کاٹو اسے اس کی بالی میں رہنے دو مگر تھوڑا جتنا کھالو پھر اس کے بعد سات کڑے برس آئیں گے کہ کھا جائیں گے جو تم نے ان کیلئے پہلے جمع کر رکھا تھا مگر تھوڑا جو بچالو پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو مینہ دیا جائے گا اور اس میں رس نچوڑیں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے پہلے سات برس قحط سالی کی خبر دی کہ سات سال قحط رہے گا پھر آپ نے بارش آنے کی خبر بھی دے دی کہ اس کے بعد ایک سال بارش ہوگی اور مصر میں خوشحالی آئے گی۔ تو یہ صرف اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ علم عطا فرمایا تھا۔

مافی الارحام کا علم

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ○ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا

﴿نوح:26-27﴾

اور نوح نے عرض کی اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ بے شک اگر تو انہیں رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کی اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بدکار بڑی ناشکر

حضرت نوح علیہ السلام کی اس دعا سے نہ صرف یہ ثابت ہو رہا ہے کہ انہیں کافروں کی اولاد کا علم تھا، بلکہ ان کے اعمال سے بھی واقفیت تھی کہ وہ دنیا میں آ کر شر اور فساد پھیلائیں گے۔ تب ہی تو ان کے غرق ہونے کی دعا کی۔ یہ سارا علم اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو عطا فرمایا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کرتے ہیں:

قال ان الله تبارك و تعالیٰ وكل بالرحم ملكا یقول یا رب نطفة یا رب علقة یا رب مضغة فاذا اراد الله ان یقضیٰ خلقه قال اذكر ام انثیٰ شقی ام سعید فما الرزق وما الاجل قال فیكتب فی بطن امه

﴿بخاری جلد 1 صفحه 46 كتاب الحیض﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جو کہتا ہے اے رب رحم میں نطفہ آ گیا، اے پروردگار یہ جما ہوا خون ہو گیا، اے رب یہ گوشت کا لوتھڑا بن گیا۔ جب اللہ تعالیٰ یہ ارادہ فرمالیتا ہے کہ اس کی تخلیق مکمل فرمادے تو وہ فرشتہ عرض کرتا ہے مرد کہ عورت، بد بخت یا نیک بخت، کتنی روزی ہو، کتنی عمر ہو فرمایا سب کچھ ماں کے پیٹ میں لکھ دیا جاتا ہے۔

غور کیجیے کہ بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہے اس کی شقاوت وسعادت، اس دنیا میں اس کے رہنے کا عرصہ، اس کی روزی، اس کا مرد یا عورت ہونا۔ فرشتے کو یہ سب علم ہے اور اسے ہی علم مافی الارحام کہتے ہیں۔ جب فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے سارا علم عطا کر دیا تو وہ رب اپنے محبوب کو یہ علم کیوں نہیں عطا کر سکتا؟

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ میں نے آج رات ایک خوفناک خواب دیکھا آپ نے فرمایا وہ کیا؟ تو انہوں نے اپنا خواب بیان کیا۔

فقال رسول اللہ ﷺ رایت خیرا تلد فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما یکون فی حجرك فولد فاطمۃ الحسین فکان حجری

﴿مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 572﴾

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ نے اچھا خواب دیکھا ہے اللہ تعالیٰ نے چاہا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں پرورش پائے گا پس حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو وہ سرکار کے فرمان کے مطابق میری گود میں رہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت ام افضل کو یہ خبر دی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ یہ علم مافی الارحام ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یہ علوم عطا فرمائے۔

کل کیا ہوگا؟

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں خواب بیان کیا تو آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا:

قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰٓی اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا اِنَّ

الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ ﴿یوسف : 6-5﴾

اے میرے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے اور اسی طرح تجھے تیرا رب چن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا۔

بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ چال چلنا، خوابوں کی تعبیر کا علم اور حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت کا ملنا یہ سب آنے والے وقت کی باتیں ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام ان کے وقوع سے پہلے ہی حضرت یوسف علیہ السلام کو ان باتوں کی خبر دے رہے ہیں۔ ظاہر ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے، ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی، انہوں نے سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کیلئے تشریف لے گئے اور میں پیچھے رہ جاؤں، چنانچہ وہ نکلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے، جب فتح کے دن کی رات آئی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا عطین الراية اوليأخذن بالراية غدا رجل يحبه الله ورسوله او قال يحب الله ورسوله يفتح الله عليه فاذا نحن بعلى ومانرجوه فقالوا هذا على فا عطاه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الراية ففتح الله عليه ﴿مسلم جلد 2 صفحه 279﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل ہم یہ جھنڈا عطا کریں گے یا فرمایا وہ شخص جھنڈا پکڑے گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا محبوب ہے یا فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

سے محبت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے فتح عطا فرمائے گا۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علی تشریف فرما ہیں، ہمیں ان کے آنے کی توقع نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمائی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (بدر کے دن) رسول اللہ ﷺ نے کفار کی ہلاکت کی خبر دی۔

فقال رسول اللہ ﷺ ھذا مصرع فلان و یضع یدہ علی الارض ھٰھنا و ھھنا قال فما ماط احدھم عن موضع ید رسول اللہ ﷺ

﴿مسلم جلد 2 صفحہ 102﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ فلاں کے ہلاک ہونے کی جگہ ہے، زمین پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اس جگہ اور اس جگہ۔ راوی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جس جگہ دست پاک رکھا تھا کوئی مشرک بھی اس جگہ سے ادھر ادھر نہیں گرا۔

رسول کریم ﷺ نے آنے والے وقت میں ہونے والے کاموں کی جس طرح خبر دی وہ اسی طرح واقع ہوئے۔ ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور نبوت سے جانتے تھے کہ کل کیا ہونے والا ہے۔

کون کہاں مرے گا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو آپ انہیں ہدایات دیتے ہوئے ان کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ جب آپ ہدایات دے چکے تو فرمایا

عسی ان لا تلقانی بعد عامی ھذا لعلك ان تمر بمسجدی و قبری

﴿مسند امام احمد جلد 7 صفحہ 359﴾

اس سال کے بعد تم ہم سے ملاقات نہ کرسکو گے۔اور اب تم ہماری مسجد اور ہمارے روضہ اقدس سے گزرو گے۔

اس حدیث پاک میں تصریح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اپنے وصال کی خبر دی اور اس کے ساتھ مقام وفات کی بھی تصریح فرمادی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر انصار کو فرمایا

هاجرت الى الله و اليكم والمحيا محياكم والممات مماتكم

﴿مسلم جلد 2 صفحہ 103﴾

میں نے اللہ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے، میری زندگی اور وفات تمہارے ساتھ ہے۔

اس حدیث میں بھی صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ کو یہ علم عطا کر دیا تھا کہ آپ کی قبر انور مدینہ منورہ میں ہوگی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

لا احيىٰ الا عندكم ولا اموت الا عندكم وهذا ايضا من المعجزات

﴿شرح مسلم جلد 2 صفحہ 103﴾

ہم تمہارے پاس ہی زندگی گزاریں گے اور تمہارے پاس ہی اس دنیا سے رخصت ہوں گے، یہ بھی معجزات میں سے ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

صعد النبى صلى الله عليه وسلم احدا و معه ابوبكر و عمر و عثمان فرجف بهم فضربه برجله فقال اثبت احد فما عليك الانبى و صديق و شهيدان

﴿بخاری جلد 1 صفحہ 521﴾

(ایک دن) نبی کریم ﷺ کوہ احد پر چڑھے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان ﷺ تھے پہاڑ کو وجد آیا تو آپ ﷺ نے ٹھوکر مارتے ہوئے فرمایا: احد ٹھہر جا: تیرے اوپر نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں۔

اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بایّ ارض تموت کا علم عطا فرمایا، بلکہ جس کو جیسے موت آنی تھی نبی کریم ﷺ نے اس کی خبر بھی دے دی۔

قیامت کا علم

حضور نبی کریم ﷺ سے جب حضرت جبریل نے اس بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

ما المسئول عنها با علم من السائل

قیامت کے بارے میں جس سے سوال کیا گیا وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح لکھتے ہیں

مشعرة بوقوع الاشتراك فی العلم والنفی توجه الی الزیادة فیلزم ان یکون معناه انهما متساویان فی العلم به

﴿عمدة القاری جلد 1 صفحه 455﴾

اس سے علم میں اشتراک ثابت ہو رہا ہے اور نفی زیادت کی طرف متوجہ ہے، لازم ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ دونوں اس کو جاننے میں برابر ہوں کہ قیامت کب آئے گی۔

مراد یہ ہے کہ یہاں نفی اسم تفصیل پر داخل ہوئی، بالکلیہ مشتق عنہ کی نفی نہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے بارے میں جتنا علم آپ کو ہے اتنا علم مجھے بھی ہے۔ اس سے قیامت کے علم کی نفی ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یہ ثبوت ہے کہ قیامت کے علم میں ہم برابر ہیں۔

اس کی مضبوط دلیل حضرت ابوفروہ کی روایت ہے۔

فنکس فلم یجبہ ثم اعاد فلم یجبہ شیہ ثم رفع راسہ قال ماالمسئول

عنھا با علم من السائل ﴿عمدۃ القاری جلد 1 صفحہ 442﴾

(اس سوال پر) حضور ﷺ نے سر جھکالیا کوئی جواب نہیں دیا، پھر سوال ہوا، آپ نے کوئی جواب نہیں دیا پھر سر مبارک اٹھایا اور فرمایا مسئول عنھا سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔

حضور ﷺ کو اگر علم نہیں تھا تو آپ بلاتوقف فرمادیتے مجھے اس کا علم نہیں۔ آخر بار بار سوال دہرانے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر جب بار بار سوال کیا گیا تب ہی فرمادیتے میں نہیں جانتا۔ یہ کیوں فرمایا مسئول عنھا سائل سے زیادہ نہیں جانتا اس جملہ سے بتانا یہ مقصود تھا کہ جیسے آپ کو بتانے کی اجازت نہیں ویسے ہی مجھے بھی بتانے کی اجازت نہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قیامت کی علامات تو بتادیں۔ دجال کا خروج، دابۃ الارض کا ظاہر ہونا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، حضرت مہدی کا ظہور، قیامت جمعہ کے دن آئے گی اور اس کے علاوہ بہت سی دیگر علامات بھی بتادیں۔ اس سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو یہ علم عطا فرمایا۔ رہا یہ سوال کہ جب علم تھا تو بتایا کیوں نہیں۔ دنیا دارالعمل اور دارالامتحان ہے اس کا تقاضا یہی تھا کہ اسے لوگوں سے مخفی رکھا جائے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا:

فِيمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ﴿النازعات :43﴾

تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق

فی خمس لا یعلمھن الا اللہ، اور آیت کریمہ ان اللہ ____ الیٰ آخرہ میں

علم سے مراد علم ذاتی، واجب، قدیم مراد ہے یعنی ان چیزوں کا علم ذاتی ازلی واجب قدیم اللہ تعالیٰ کو ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ رہ گیا علم عطائی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو اپنے فضل سے عطا فرمایا۔ حضرت امام صاوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ای من حیث ذاتها واما با علام الله العبد فلا مانع منه کالا نبیاء و بعض الاولیاء قال تعالیٰ و لا یحیطون بشی من علمه الا بما شاء وقال تعالیٰ عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الامن ارتضی من رسول۔ قال العلماء الحق انه لم یخرج نبینا من الدنیا حتی اطلعه الله تعالیٰ علی تلك الخمس ﴿تفسیر صاوی جلد 5 صفحہ 15﴾

یہاں مراد علم ذاتی ہے۔ اور یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو عطا فرمائے اس سے کچھ مانع نہیں جیسے انبیاء واولیاء۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ کے علم میں سے اتنا ہی پاتے ہیں جتنا وہ چاہتا ہے اور فرمایا عالم الغیب اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ علماء نے فرمایا حق یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مطلع فرمادیا تھا ان علوم خمسہ پر۔

حضرت علامہ ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ولك ان تقول ان علم هذا الخمسة و ان كان لا يملكه الا الله لكن يجوز ان يعلمها من يشاء من محبه و اوليائه بقرينة قوله ان الله عليم خبير على ان يكون الخبير بمعنى المخبر

﴿تفسیرات احمدیہ صفحہ 608﴾

تم کو چاہیے کہ یہ کہو ان علوم خمسہ کا مالک اللہ ہے۔ لیکن جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے

محبین اولیاء میں سے جسے چاہے بتادے اس پر قرینہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا بتانے والا ہے اس طرح کہ خبیر بمعنی مخبر ہے۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

فمن ادعی علم شیء منها غیر مسند الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کاذبا فی دعواہ ﴿عمدة القاری جلد 1 صفحه 450﴾

جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کے بغیر ان پانچ چیزوں میں سے کسی کے علم کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔

مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ اور نسبت کے بغیر ان میں سے کسی ایک کے علم ہونے کا مدعی ہو تو وہ شخص اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اس کا علم بتائے تو وہ سچا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے فضل سے یہ علوم عطا فرمائے۔ اس مسئلہ کی پوری تحقیق کیلئے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی کتب الدولة المکیة، خالص الاعتقاد اور فیوضات مکیه کا مطالعہ انتہائی مفید ہوگا۔

خصائص رسالت

اللہ تعالیٰ نے جواہر نفوس انسانیہ کو مختلف رکھا ہے، بعض مرتبہ صفا کے انتہائی اعلیٰ مقام اور طہارت کے غایت درجہ میں ہیں، بعض متوسط اور بعض انتہائی کدورت اور غایت رزالت کے درجہ میں ہیں۔ ہر قسم میں مراتب اور درجات الگ الگ ہیں۔ مگر انبیاء کرام علیہم السلام تمام نفوس قدسیہ سب سے بلند، طاہر اور جید ہیں، ان کے ابدان مبارکہ بھی جملہ انسانوں کے مقابلہ میں سب سے پاکیزہ وطیب اور ہر نقص وعیب سے منزہ ہیں۔ باوجودیکہ انبیاء

تفاوت و تفاضل ہے۔ حضور سید عالم ﷺ ان سب سے ازکی، اکمل، اسلم اور اشرف ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے کچھ فضائل تو آپ کے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے مابین مشترک ہیں اور کچھ فضائل و کمالات وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ مخصوص فرمایا، ان میں کوئی دوسرا آپ کے ساتھ شریک و سہیم نہیں۔ آپ کے بعض خصائص و فضائل یہ ہیں۔

حضور رحمۃ للعالمین ہیں

اللہ تعالیٰ جل جلالہ رب العالمین یعنی سب جہانوں کا مالک اور پروردگار ہے اور رزق بھی وہی عطا فرماتا ہے اس نے اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت اور واسطہ فیض بنایا۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد گرامی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿الانبیاء: 107﴾

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

انه عليه السلام كان رحمة فى الدين وفى الدنيا، اما فى الدين فلأ نه عليه السلام بعث والناس فى جاهلية و ضلالة واهل الكتابين كانو فى حيرة من امر دينهم لطول مكثهم و انقطاع تواترهم و وقوع الاختلاف فى كتبهم فبعث الله تعالىٰ محمدا صلى الله عليه وسلم حين لم يكن لطالب الحق سبيل الى الفوز والثواب فدعاهم الى الحق و بين لهم سبيل الثواب، و شرع لهم الاحكام و ميز الحلال من الحرام، واما فى الدنيا فلانهم تخلصوا بسببه من كثير من الذل والقتال والحروب و نصروا ببركة دينه ﴿تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 193﴾

نبی کریم ﷺ دین اور دنیا دونوں کیلئے رحمت ہیں۔ دین میں اس لیے کہ جب نبی کریم ﷺ کو بھیجا گیا۔ لوگ جہالت و گمراہی میں تھے، اور اہل کتاب اپنے دین کے معاملہ میں زحمت میں تھے، زیادہ زمانہ گزر جانے کی وجہ سے ان کا اپنی کتابوں میں بہت اختلاف تھا، اللہ تعالیٰ نے حضور سیدنا محمد ﷺ کو اس وقت رسول بنا کر بھیجا جب طالب حق کے سامنے نجات کا کوئی راستہ نہیں تھا، آپ نے لوگوں کو حق کی دعوت دی، فلاح کا راستہ دکھایا، ان کے لیے احکام شرعیہ بیان فرمائے اور حلال حرام میں تمیز دی۔ اور دنیا میں اس لیے رحمت ہیں کہ آپ کی وجہ سے ان کو ذلت، قتال اور مختلف جنگوں سے نجات ملی اور آپ کے دین کی برکت سے انہیں فتح حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کوئی ہو جن یا انس مومن ہو یا کافر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور کا رحمت ہونا عام ہے ایمان والے کیلئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لیے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی اور خسف و مسخ اور استیصال کے عذاب اٹھا دیے گئے۔ تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ، تامہ، کاملہ، عامہ، شاملہ، جامعہ، محیطہ بہ جمیع مقیدات، رحمت غیبیہ و شہادت علمیہ، عینیہ، وجودیہ، شہودیہ، سابقہ ولاحقہ وغیر ذالک تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہوں، یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کیلئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہانوں سے افضل ہو

(خزائن العرفان صفحہ 429)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقنن یعنی قانون ساز ہیں

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال اور حرام کرنے کا منصب بھی عطا فرمایا۔ اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو ضروری قرار دیا۔ دین اسلام کو ماننے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو تسلیم کرے

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ﴿الاعراف: 157﴾

(وہ رسول) ستھری چیزیں ان کیلئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴿الحشر: 7﴾

جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

ان آیات میں مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ منصب رسالت کا تقاضہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کا تمہیں حکم ارشاد فرمائیں اسے تسلیم کرلو۔ حکم عدولی یا سستی نہ کرو، اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے یہ بات بھی ثابت ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قانون سازی کا اختیار بھی عطا کیا۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مختلف احکام عطا فرمائے مگر ان کی تفصیل نہ بتائی اسے اپنے رسول پر چھوڑ دیا۔ مثلاً نماز کا حکم ارشاد فرمایا تو ادا کرنے کی صورت نہ بتائی۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی صورت وہی ہو گی جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔ جو حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر قیام و رکوع و سجود نہیں کرے گا، قرآن حکیم کے حکم نماز کی تعمیل سے قاصر و باغی سمجھا جائے گا۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه قال الا انی اوتیت الکتاب ومثله معه الا

یوشك رجل شبعان علی اریکته یقول علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیه من حلال فاحلوه وما وجدتم فیه من حرام فحرموه الا لا یحل لکم الحمار الاهلی ولا کل ذی ناب من السبع ولا لقطة معاهد الا ان یستغنی عنها صاحبها ﴿ابو داؤد جلد 2 صفحه 284﴾

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو مجھے قرآن دیا گیا اور اس کے ساتھ اس کی مثل عطا کی گئی۔ سنو! عنقریب ایک شخص اپنے تخت پر سیر ہو کر بیٹھا ہو گا وہ یہ کہے گا قرآن کو لازم پکڑو۔ اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال قرار دو، اور اس میں جو حرام پاؤ اس کو حرام قرار دو۔ خبردار تمہارے لئے پالتو گدھا حلال نہیں ہے، اور نہ کچلیوں سے شکار کرنے والا درندہ اور نہ راستہ میں پڑی ہوئی ذمی کی چیز سوا اس کے کہ اس کا مالک اس سے مستغنی ہو۔

جو لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے اس منصب کا انکار کریں اُن سے جہاد کا حکم ہے

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ﴿التوبة:29﴾

لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے

حضور برہان حق ہیں

حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی معرفت، اُس کی توحید اور عظمت کی دلیل ہیں۔ آپ کے کمالات و تصرفات، کردار و اخلاق اور آپ کا قول و فعل معرفت حق کی واضح دلیل ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا

﴿النساء: 174﴾

اے لوگو۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے

تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

خالق کائنات نے دنیا بھر کے انسانوں کو مخاطب کر کے واضح فرمایا کہ اللہ تعالٰی کی ذات وصفات پر دلالت کرنے والی سب سے بڑی ہستی تمہارے پاس تشریف فرما ہوگئی ہیں اور تمہاری ہدایت کیلئے روشن نور بھی آچکا ہے۔ اب تمہارا کفر میں رہنا سرکشی و بغاوت ہے۔ اپنے مالک حقیقی کی معرفت اور عقیدہ توحید کے سلسلہ میں تمہیں کوئی الجھاؤ نہیں ہونا چاہیے۔ رب کی برھان سے راہنمائی حاصل کر کے صراط مستقیم پر گامزن ہو جانا چاہیے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو برھان کہنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی ہی معجزہ ہے۔ اگرچہ خالق کائنات نے رسول معظم ﷺ کو کثیر معجزات عطا فرمائے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہی آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿یونس:16﴾

تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

حضور خاتم النبیین ہیں

جس کے انتظار میں چرخ کہن لیل و نہار کی کروٹیں لے رہا تھا، جس کے شوق دیدار میں سیارگان فلک چشم براہ تھے، جس کے استقبال کیلئے کائنات کی بزم آرائی ہوئی، ماہ و خورشید کی فروغ سامانیاں برپا تھیں، جس کی بارگاہ میں سلامی دینے کیلئے شجر و حجر اور عالم بالا کے نفوس قدسیہ بے تاب تھے، پھر وہ وقت آیا کہ صفات الٰہیہ کے مظہر اتم، مصدر جود و عطا، صاحب خلق عظیم، والی کونین، امام الانبیاء والمرسلین، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفٰی احمد مجتبیٰ ﷺ عالم قدس سے عالم دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کی تشریف آوری سے توحید کا غلغلہ بلند ہوا، چمنستان سعادت میں بہار آئی، آفتاب ہدایت کی شعاعیں، اطراف عالم میں

پھیل گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے محسن انسانیت کو مبعوث فرما کر احسان عظیم فرمایا۔ آپ کی تشریف آوری کے بعد اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت وراہنمائی کیلئے جو لاریب کتاب آپ کو عطا فرمائی، اس میں انسان کی ظاہری وباطنی بیماریوں کا علاج ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا دائرہ عام ہے، اسی طرح قرآن حکیم بھی تمام جہان والوں کیلئے ہدایت ہے۔ جب ساری کائنات کے ملجاو ماوی، رہبر وراہنما، شفیق وغمگسار تشریف لے آئے تو قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس بات کو بیان کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، اب نبوت ورسالت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند کردیا گیا ہے۔

ختم نبوت ایک نعمت

حضور خاتم النبیین ﷺ نے صراط مستقیم کو متعین فرمایا اور ہماری اخلاقی اقدار کس نہج پر ہوں، ہمارے نظام حکومت، نظام عبادت، نظام سیاست کے متعلق راستے متعین فرمائے۔ جس پہلو پر غور کیا جائے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ کی ذات بابرکات پر یونہی نبوت ختم نہیں کی گئی، بلکہ وہ اعلیٰ جوہر بھی ودیعت کردیئے گئے جن کی بدولت عروج انسانیت کے لیے ایک کامل انسان کی راہنمائی کی ضرورت کسی بھی دور میں پیش آسکتی ہے۔ تاریخ بھی یہ بات کہنے پر مجبور ہے کہ ان کا اسوہ حسنہ زمان ومکان کی قید سے آزاد ہے۔ ختم نبوت کے دامن میں بے شمار نعمتیں ہیں، ان میں سے ایک نعمت یہ بھی ہے کہ جس طرح سابقہ امتوں کی داستان اطاعت ونافرمانی قرآن نے ہمارے سامنے بیان کی، ہمارا نامہ اعمال کسی دوسری امت کے سامنے پیش نہیں ہوگا، ہماری داستان صرف رحمت عالم ﷺ کے سامنے عیاں ہوگی اور آخری امت ہونے کے ناطے ہم ساری مخلوق کے اعمال کے شاہد ہوں گے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ﴿البقرہ 143﴾

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا، کہ تم لوگوں پر

گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

ختم نبوت پر دلائل قرآن

جب رحمۃ للعالمین کی معرفت ایک مکمل ضابطہ حیات آ گیا، تکمیل دین کی بشارت بھی مل گئی، کلام اللہ کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا، نبی کریم ﷺ کی تعلیم بھی محفوظ ہو گئی، تو عقل خود کہتی ہے کہ بلا شبہ انسانی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ کا خصوصی اہتمام یعنی حضور خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کا مقصد یہی ہونا چاہیے کہ سلسلہ نبوت ختم ہو، تاکہ نسل انسانی آخری نبی کی پیروی میں جمع ہو کر ملت واحدہ بن جائے۔ قرآن حکیم کو کھولیے تو سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات ہی ختم نبوت کا اعلان کرتی نظر آتی ہیں

پہلی آیت کریمہ

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ﴿البقرة : 4﴾

اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر اے محبوب جو تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ﴿النساء : 136﴾

اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر، اور اس کتاب پر جو اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری۔

قرآن حکیم کا یہ اسلوب حضور سید عالم ﷺ کی ختم نبوت پر دلیل ہے۔ قرآن کریم اور سابقہ آسمانی کتابوں پر ایمان کے ساتھ قیامت پر یقین رکھنے کی شرط سے یہ واضح ہے کہ

آئندہ کسی ایسی وحی کا امکان ہی نہیں جس پر ایمان لایا جائے۔ جب ایک مسلمان کیلئے سابقہ کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے جن کی پیروی بھی نہیں کی جاتی، تو آئندہ بھی اگر وحی نے آنا ہوتا تو قرآن حکیم میں اس کا تذکرہ ضرور موجود ہوتا، کیونکہ وحی تو نازل ہی اس لیے ہوتی ہے کہ امت مسلمہ اس کی پیروی کرے لہٰذا اس قرآنی اسلوب نے ختم نبوت کی وضاحت کردی کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

قادیانی تحریف

درج بالا آیت کریمہ کے ترجمہ میں مرزا بشیر الدین قادیانی نے تحریف سے کام لیا۔

والذین یومنون______ الخ کا ترجمہ لکھتے ہوئے کہتا ہے

اور جو تجھ پر نازل کیا گیا یا جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا تھا اس پر ایمان لاتے ہیں اور آئندہ ہونے والی (موعود باتوں) پر (بھی) یقین رکھتے ہیں ﴿تفسیر صغیر صفحہ 5﴾

تمام مفسرین نے ''وبالآخرۃ'' کا معنی آخرت یعنی قیامت بیان کیا ہے لیکن مرزا بشیر الدین قادیانی نے اس میں تحریف کر کے ''آئندہ ہونے والی باتوں'' یہ ترجمہ کیا اس میں دو سقم ہیں

☆ ایک تو یہ تحریف معنوی ہے جو کسی صورت درست نہیں

☆ عقلاً بھی یہ ترجمہ غلط ہے اگر یہ ترجمہ مان لیا جائے تو ''اولئك الذین اشترو الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ'' میں آخرت کا ترجمہ کیا ہوگا۔ حالانکہ خود مرزا بشیر نے بھی یہاں آخرت سے مراد قیامت لی ہے، کیونکہ اس کے سوا چارہ نہ تھا، یا یہاں ایسی تحریف کی ضرورت نہ تھی۔ اگر بالفرض مرزا بشیر قادیانی کا یہ ترجمہ مان بھی لیا جائے تو اس ترجمہ کی رو سے ''آئندہ ہونے والی باتوں'' کی خبر رسول کریم ﷺ سے بہتر کون دے سکتا ہے۔

ارشاد رسول سماعت فرمائیے۔

عن ثوبان قال: قال رسول اللہ ﷺ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی

﴿ترمذی کتاب الفتن جلد 2 صفحہ 45﴾

حضرت ثوبان ؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک کا دعوٰی ہوگا کہ وہ نبی ہے (سن لو) میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

کم از کم اب تو قادیانیوں کو کچھ شرم آنی چاہیے کہ انہی کے ترجمے کے مطابق مرزا کذاب ہے۔ لہٰذا قادیانیوں میں اگر کوئی عقل مند ہے، تو وہ فوراً قادیانیت سے توبہ کر کے دامن رحمت عالم ﷺ میں آجائے۔

دوسری آیت کریمہ

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْراً

﴿النساء : 115﴾

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

یہ آیت کریمہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں حضور سید عالم ﷺ کی مخالفت پر عذاب جہنم کی وعید شدید ہے اور مسلمانوں سے الگ ہو کر

اب اگر کسی دوسرے نبی کے آنے کو درست قرار دیا جائے تو ظاہر ہے وہ مومنین کے راستہ پر نہیں چلے گا۔ کیونکہ نبی قوم کی پیروی کرنے کیلئے نہیں آتا بلکہ وہ قوم کی راہنمائی کرتے ہوئے انہیں اپنی اطاعت کی دعوت دیتا ہے۔ ظاہر ہے اگر حضور ﷺ کے بعد بھی نبوت کے جاری رہنے کو تسلیم کر لیا جائے تو نیا نبی لوگوں کو اپنے راستے پر چلائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مومنین سے الگ ہو کر کوئی دوسری راہ اختیار کرے وہ جہنمی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا۔ اس مفہوم کو اس حدیث پاک سے سمجھئے۔

عن انس بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ ان الرسالة والنبوة قدا نقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی

﴿ترمذی ابواب الرویا جلد 2 صفحہ 51﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک رسالت اور نبوت ختم ہو گئی، میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ ہی کوئی نبی۔

اس حدیث پاک سے آیت کریمہ کی مزید تشریح ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو یہ مسلمانوں سے الگ راستہ ہے، جس کا انجام جہنم ہے۔

تیسری آیت کریمہ

فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿مرسلات : 50﴾

پھر اس کے بعد کونسی بات پر ایمان لائیں گے

اس آیت کریمہ سے بھی ختم نبوت کا ثبوت ملتا ہے کہ اب دین ہدایت مکمل ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے پیغام توحید کی لذت سے قلوب واذہان کو آشنا فرما دیا۔ اب اور کسی ہدایت کی ضرورت باقی رہ گئی ہے حق تعالیٰ کی طرف سے اب کوئی نئی ہدایت ایمان لانے کیلئے نہیں

رہتی دنیا تک مسلمانوں کو راہنمائی فراہم کرے گا۔ ختم نبوت کے مفہوم کو یوں بھی بیان کیا۔

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ﴿آل عمران 104﴾۔

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں۔

قرآن حکیم امت مسلمہ کو درس دے رہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے ضرور ایک جماعت ہونی چاہیے، اب نئے نبی اصلاح امت کیلئے نہیں آئیں گے۔ اب یہ بوجھ اس امت کے اہل افراد کے سپرد ہے۔ جہاں رب کائنات نے قرآن حکیم کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا وہیں یہ بشارت دے دی کہ امت کی اصلاح کیلئے اہل افراد پیدا ہوتے رہیں گے۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ایسے افراد ہر دور میں ہوئے، جنہوں نے اصلاح امت اور حفاظت دین کا فریضہ سرانجام دیا۔

چوتھی آیت کریمہ

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴿الاعراف : 158﴾

تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے

قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ

﴿الانعام:90﴾

تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا ﴿السباء: 28﴾

اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

ان آیات میں حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی عمومیت کا بیان ہے، آپ ﷺ سب کے لئے رسول بن کر تشریف لائے۔اس کائنات میں جب تک نسل انسانی کا ایک فرد بھی باقی ہے اس کا تعلق کسی رنگ، زبان، نسل، علاقہ اور قوم سے ہو، حضور نبی کریم ﷺ اس کے لئے نبی اور رسول ہیں۔اس کائنات کے سارے افراد نبوت و رسالت مصطفیٰ ﷺ کے دائرے میں داخل ہیں۔امام رازی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

هذه الاية تدل على ان محمدا عليه الصلوٰة و السلام مبعوث الى جميع الخلق ﴿تفسير كبير جلد 5 صفحه 383﴾

یہ اس پر دلیل ہے کہ حضور ﷺ تمام مخلوق کی طرف بحیثیت رسول مبعوث ہوئے۔

آپ کی نبوت ساری مخلوق کیلئے ہے، آپ منبع فیوض و برکات ہیں، ہر چیز اپنی نوعیت کے اعتبار سے آپ سے فیض یاب ہو رہی ہے۔آپ اللہ تعالیٰ کی توحید کے پیامبر ہیں۔دعوت و تبلیغ کا کام سرانجام دے کر اس فریضہ کو امت میں منتقل کیا، آپ بشیر و نذیر ہیں، امت کو علوم ظاہری و باطنی بھی عطا فرمائے اور فرائض نبوت ادا کرتے ہوئے آپ نے دین اسلام کی ترویج و اشاعت کر کے اسے تمام ادیان پر غالب کر دیا۔مخلوق بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے ہدایت پا رہی ہے، انہیں چشمہ علم مصطفیٰ سے روح کی بالیدگی کا سامان میسر ہے، وہ اپنے سیاسی، معاشرتی، اقتصادی، سماجی مسائل میں اسوۂ رسول ﷺ سے راہنمائی حاصل کر رہے ہیں، امت کا ہر طبقہ اور ہر فرد اپنی ضرورت اور استطاعت کے مطابق بارگاہ نبوت سے

فیض یاب ہو رہا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعثت پر سلسلہ نبوت کو ختم فرما دیا، اب کسی نئے نبی کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہی۔

ان آیات کے عموم میں اس بات کی وضاحت بھی ہو رہی ہے کہ نبوت میں کوئی ایسی تقسیم بھی نہیں کہ ایک نبوت کو کامل کہا جائے اور دوسری کو ناقص، ایک نبوت تامہ ہو اور دوسری نبوت جزوی، ایک نبوت حقیقی ہو اور دوسری نبوت ظلی و بروزی۔ کسی بھی نبی کی نبوت کو اس طرح تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تصور مرزا کذاب کا خود ساختہ ہے۔ اس کا مقصد اپنے کفر پر اسلام کا لیبل لگا کر اور اپنی ضلالت و گمراہی پر پردہ ڈال کر ملت اسلامیہ کے سادہ دل افراد کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنا ہے۔ مرزا کذاب کا ظلی و بروزی کی تقسیم محض ایک افسانہ ہے۔ حقیقت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔

پانچویں آیت کریمہ

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴿المائدة : 3﴾

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کا دین پسند کیا۔

اس آیت کریمہ میں دین اسلام کی اکملیت کو بیان کیا گیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی تشریف آوری کا مقصد لوگوں تک اللہ کا دین پہنچانا ہوتا ہے، دین ہر لحاظ سے مکمل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی صورت میں ایک مکمل ضابطہ حیات انسانیت کو عطا کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وساطت سے سارا دین انسانیت تک پہنچ گیا، لہٰذا اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں، اب اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ کوئی پیغام انسانیت کے نام باقی رہ گیا تھا، جواب بھیجا گیا ہے تو پھر دین کی

تکمیل کا کیا معنی ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ کا پیغام قرآن حکیم کی صورت میں مکمل ہو گیا، احکام و ہدایت دین اسلام کی صورت میں تکمیل کو پہنچ گئی تو اب کسی نئے نبی کے آنے کا کیا جواز ہے؟ ثابت ہوا کہ جو شخص اس طرح کا دعویٰ کرے وہ قرآنی افکار کا منکر ہے اور کذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمانے کے بعد بعثت انبیاء کے نظام کو ختم کر کے خلافت محمدی کا ہمہ گیر نظام عطا فرما دیا جو تا قیامت جاری رہے گا، جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں تکمیل دین کی بشارت دے دی تو قیامت تک دین، اسلام ہی رہے گا کسی نئے دین کی ضرورت نہیں۔

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

هذا اکبر نعم الله تعالٰی علی هذه الامة حیث اکمل تعالیٰ لهم دینهم فلا یحتاجون الی دین غیره ولا الی نبی غیر نبیهم صلوات الله وسلامه علیه ولهذا جعله الله تعالی خاتم الانبیاء و بعثه الی الانس والجن فلا حلال الا ما احله ولا حرام الا ما حرمه ولا دین الا ما شرعه و کل شیء اخبر به فهو حق وصدق لا کذب فیه ولا خلف ﴿تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحه 14﴾

اللہ تعالیٰ کا اس امت پر بڑا انعام یہ ہے کہ اس نے ان کیلئے ان کا دین مکمل فرما دیا اب وہ کسی دوسرے دین کے محتاج نہیں اور نہ اپنے نبی کے سوا کسی دوسرے نبی کے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو انبیاء کے آخر میں انسانوں اور جنات کی طرف مبعوث فرمایا پس وہی چیز حلال ہے جس کو آپ نے حلال قرار دیا اور وہی چیز حرام ہے جس کو آپ نے حرام قرار دیا جو دین آپ نے بتایا اس کے علاوہ کوئی دین نہیں۔ ہر وہ چیز جس کی آپ نے خبر

دی وہ سچی ہے اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور نہ ہی وہ خلاف واقع ہے۔

علامہ علاؤ الدین خازن اس آیت کی تفسیر لکھتے ہوئے کہتے ہیں

و قیل اکمال الدین لھذہ الامة انه لا یزول ولا ینسخ وان شریعتھم باقیة الی یوم القیامة ﴿تفسیر خازن جلد 2 صفحه 10﴾

اس امت کیلئے تکمیل دین سے مراد یہ ہے کہ یہ دین نہ ختم ہوگا نہ منسوخ، اور ان کی شریعت قیامت تک باقی رہے گی۔

ایک شبہ کا ازالہ

قادیانی لوگوں کے اذہان میں ایک شبہ یہ پیدا کرتے ہیں کہ نبوت ایک نعمت ہے۔ امم سابقہ پر تو یہ نعمت جاری رہی مگر حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے کو ختم فرمادیا تو یہ اس امت کی نعمت سے محرومی ہے (العیاذ باللہ) یہ ایک بڑا مغالطہ پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ سلسلہ نبوت کے ختم ہونے سے نعمت ختم ہوگئی۔ بے شک نبوت کائنات میں اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور نعمت سے محرومی تب ہوگی جب نبوت موجود نہ ہو، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت سب سے بڑی نعمت کے طور پر موجود ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ نبی کریم ﷺ سے پہلے نبوت کا دائرہ محدود تھا، کسی نبی کی نبوت ایک علاقہ، ایک گاؤں، ایک شہر یا ایک ملک تک محدود ہوتی اور اس نبی کی نبوت پر ایمان لانا انہی لوگوں پر ضروری ہوتا، ایک ہی وقت میں زمین پر کئی نبی موجود ہوتے۔ جب آقائے کائنات کی نبوت کا زمانہ آیا تو اب زمان و مکان کی قید ختم ہوگئی۔ علاقے، رنگ و نسل کی تمیز بھی مٹ گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا اور سب لوگوں کو نبی رحمت ﷺ کی رحمت کے سائے میں جمع کر دیا گیا، کہ زمانہ کسی بھی نئی نبوت سے مطلق بے نیاز ہوگیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قیامت

تک سارے زمانوں کو ایک ہی نبوت عطا کر دی گئی۔ آپ کی نبوت زمان و مکان کی ساری وسعتوں کو محیط ہے، اب ہر زمانے میں آپ کی نبوت موجود رہے گی۔ جب نعمت نبوت بدستور موجود ہے لوگ اپنی نوعیت و استطاعت کے مطابق رحمت عالم ﷺ سے فیض یاب ہو رہے ہیں تو نعمت سے محرومی کا سوال ہی نہ رہا۔

ختم نبوت رحمت ہے

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اپنے ہم عصر انسان کی عظمت کو پہچاننا بڑی مشکل اور بصیرت کا کام ہے۔ جب انسان کسی بلند مقام پر فائز ہو اور پھر تاریخ میں ایک مسلمہ حقیقت بن جائے لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں مگر اپنے ہم عصر شخص کی عظمتوں کو پالینا بہت مشکل امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اپنے سے پہلے انبیاء کو تو مانتے رہے مگر اپنے ہم عصر پیغمبر کا انکار کرتے رہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمتوں کے معترف رہے مگر بہت سے بد بخت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکاری تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رفعتوں کے قائل تھے، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی نہیں مانتے تھے۔ بنی اسرائیل کے یہودی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے اشخاص اولاً مومن تھے، وہ تورات وانجیل میں حضور سرور عالم ﷺ کی آمد کے تذکرے پڑھ کر مدینہ طیبہ آبسے اور سرکار کی آمد کے منتظر تھے، لیکن جب حضور نبی کریم ﷺ اعلان نبوت کے بعد ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو نبوت بنو اسماعیل میں منتقل ہو جانے کی وجہ سے وہ تعصب اور حسد کا شکار ہو کر حضور سید عالم ﷺ کی نبوت کا انکار کر بیٹھے، اور اپنی بدبختی کی وجہ سے کافر ہو گئے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نبی کی آمد لوگوں کیلئے بہت بڑی آزمائش ہے کہ جب نیا نبی آئے تو اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور جو

سرورِ کائنات ﷺ کی بعثت پر سلسلہ نبوت کو ختم فرمادیا اور امت مسلمہ کو اس کڑی آزمائش سے بچالیا۔

ختم نبوت اور تکمیل دین نعمت ورحمت کے ساتھ ایک اعزاز بھی ہے، امت مسلمہ ہی نہیں غیر بھی اس کی اہمیت سے واقف ہیں۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔

عن عمر بن الخطاب ان رجلا من اليهود قال له يا امير المومنين آية فى كتابكم تقرؤنها لو علينا معشر اليهود نزلت لاتخذنا ذلك اليوم عيدا قال اى آية قال اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم الاسلام دينا قال عمر عرفنا ذلك اليوم والمكان نزلت فيه على النبى ﷺ و هو قائم بعرفة يوم جمعة ﴿بخاری شریف جلد 1 صفحہ 11﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے آپ سے کہا اے امیر المومنین آپ لوگوں کی کتاب میں ایک آیت ہے جسے آپ لوگ پڑھتے ہیں اگر یہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نازل ہونے کے دن کو عید بنا لیتے، حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے اس نے کہا ”الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اس دن کو جانتے ہیں اور اس جگہ کو بھی جہاں یہ آیت نازل ہوئی تھی، حضور ﷺ میدان عرفات میں کھڑے تھے اور وہ جمعہ کا دن تھا۔

یعنی جو اعزاز امت مسلمہ کو حاصل ہوا دوسرے لوگوں کو تمنا اور خواہش کے باوجود بھی وہ مقام حاصل نہ ہو سکا، لہٰذا ثابت ہوا کہ ختم نبوت اور تکمیل دین کا اعزاز امت مسلمہ کیلئے ایک

نعمت عظمیٰ ہے نہ کہ نعمت سے محرومی۔

ان آیات سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے کہ اب تکمیل دین کے بعد کسی نئے دین کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿الصف:9﴾

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب ادیان پر غالب کرے اگرچہ مشرک برا مانیں۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴿آل عمران:19﴾

بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

چھٹی آیت کریمہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿الاحزاب :40﴾

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کا ارشاد فرما کر حضور سید عالم ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان فرمادیا۔ ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے جس سلسلہ نبوت کا آغاز فرمایا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے ساتھ اختتام و کمال کو پہنچ گیا۔ عقیدہ ختم نبوت ایک سو سے زائد آیات قرآنیہ اور متعدد احادیث کریمہ سے ثابت ہوتا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت امت مسلمہ کا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ عہد نبوی سے لے کر آج تک امت مسلمہ نے کسی بھی جھوٹے مدعی نبوت کے ناپاک وجود کو برداشت نہیں کیا۔ دور صحابہ سے لے کر

اب تک مسلمانوں نے ختم نبوت کا دفاع کیا اور اگر جان کی ضرورت پڑی تو بے دریغ انہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ بھی بارگاہ مصطفیٰ میں تحفظ ختم نبوت کیلئے پیش کیا۔

تفسیر القرآن بالحدیث

قرآن حکیم میں جو احکام بیان ہوئے، ان کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی اور قرآن حکیم کی جن آیات کے معانی و مفاہیم خود رسول اللہ ﷺ نے متعین فرما دیے، اب کسی بھی دوسرے شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے اس آیت کی کوئی تاویل کرے۔

خود مرزا نے بھی طرق تفسیر بیان کرتے ہوئے اسی بات کو تسلیم کیا ملاحظہ کیجیے:

اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کے معنی سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ ﷺ تھے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول کرے نہیں تو اُس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔ ﴿برکات الدعاء صفحہ 18﴾

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

جب مرزا خود بھی یہ تسلیم کرتا ہے کہ جس آیت کا معنی رسول اللہ ﷺ بیان فرما دیں تو ہر مسلمان کو بلا توقف تسلیم کر لینا چاہیے تو مذکورہ آیت کریمہ میں لفظ خاتم النبیین کا معنی خود رسول اللہ ﷺ نے بیان فرما دیا۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الاموضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ و یعجبون لہ و یقولون ھلّا وضعت ھذہ اللبنۃ؟ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین

﴿مسلم کتاب الفضائل جلد 2 صفحہ 248﴾

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر تعمیر کیا اور اس کی خوب آرائش کی مگر ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ آ کر اس مکان کے گرد گھوم کر خوش ہو رہے تھے اور کہنے لگے! یہ اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی آپ نے فرمایا میں (قصر نبوت) کی آخری اینٹ ہوں اور میں آخری نبی ہوں۔

عن جبیر بن مطعم عن ابیہ ان النبی ﷺ قال انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یمحی بی الکفر و انا الحاشر الذی یحشر الناس علی عقبی و انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی ﴿مسلم کتاب الفضائل جلد 2 صفحہ 261﴾

حضرت جبیر بن مطعم ﷺ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں یعنی میرے ذریعہ کفر کو مٹایا جائے گا اور میں حاشر ہوں یعنی میرے بعد ہی قیامت آ جائے گی اور حشر برپا ہوگا (میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا) اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

عن ثوبان حدثہ انہ سمع رسول اللہ ﷺ یقول سیخرج فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم الانبیاء لا نبی بعدی ﴿مستدرک کتاب الفتن جلد 5 صفحہ 362﴾

حضرت ثوبان ﷺ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا میں نبی ہوں (سن لو) میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

عن اسماعیل قال قلت لابن ابی اوفی رأیت ابراهیم ابن النبی ﷺ قال مات صغیرا ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی عاش ابنه ولکن لا نبی بعده ﴿بخاری کتاب الادب جلد 2 صفحه 914﴾

اسماعیل نے حضرت ابن ابی اوفی سے کہا کہ کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم ؓ کو دیکھا؟ انہوں نے فرمایا وہ چھوٹی عمر میں وفات پا گئے تھے اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوتا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

یہ امر واقعہ ہے کہ متعدد وجوہ کی بنا پر بیٹا باپ کا جز ہوتا ہے وہ شکل وصورت، اخلاق و عادات وغیرہ میں باپ سے مماثلت رکھتا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے پہلے کئی انبیاء کرام کے صاحبزادے بھی نبی ہوئے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہ السلام چونکہ حضور نبی کریم ﷺ پر سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا گیا۔ اسی حکمت کی بناء پر حضور سید عالم ﷺ کے صاحبزادے چھوٹی عمر میں وصال فرما گئے، کوئی بھی سن بلوغت کو نہ پہنچا۔ اسی لیے قرآن حکیم میں آپ کے کسی بالغ مرد کے باپ ہونے کی نفی کی گئی۔

لفظ خاتم کا معنی

قادیانی حضرات نے خواہش نفس کے تابع ہو کر لفظ خاتم کی من گھڑت تعبیر و تشریح کر کے اپنے دعویٰ مذمومہ کو ثابت کرنے کی سعی لا حاصل کی حالانکہ امت مسلمہ کے اہل علم کے نزدیک خاتم النبیین کا معنی آخری نبی متعین ہے، اور اس پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے علامہ یعقوب فیروز آبادی لکھتے ہیں:

والخاتم ....من کل شیء عاقبته و آخرته کخاتمته و آخر

القوم کالخاتِم ﴿القاموس المحیط صفحہ 991﴾

اور خاتَم کسی شے کے آخر میں آنے والا اور کسی شے کا اخیر خاتمہ کی طرح، آخر قوم خاتم کی طرح

لوئیس معلوف خاتم کا معنی بیان کرتے ہیں:

الخاتَم والخاتِم عاقبتہ کل شیء ﴿المنجد صفحہ 119﴾

خاتَم اور خاتِم ہر چیز کے آخر اور انجام کو کہتے ہیں۔

علامہ راغب اصفہانی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وخاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ ای تممھا بمجیئہ

﴿المفردات صفحہ 149﴾

حضور نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے سلسلہ نبوت کو ختم فرمادیا یعنی اپنی بعثت سے مکمل فرمادیا۔

علامہ ابن منظور افریقی خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الخاتِم والخاتَم (بکسر التاء وبفتحھا) من اسماء النبی ﷺ و فی تنزیل العزیز ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ای آخر ھم ﴿لسان العرب جلد 5 صفحہ 19﴾

خاتِم اور خاتَم تاء کی زیر اور زبر کے ساتھ یہ دونوں حضور نبی کریم ﷺ کے اسماء میں سے ہیں اور کتاب عزیز میں ہے محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

علمائے امت

علمائے امت نے امت مسلمہ کی راہنمائی کیلئے قرآن وسنت سے استفادہ کرتے

ہوئے مسائل کو اخذ کیا اوران کے معانی و مفاہیم امت کے سامنے بیان کیے تا کہ امت تک قرآن وسنت کا صحیح مدعا پہنچ سکے۔ مذکورہ آیت کریمہ کے ذیل میں جید مفسرین کرام کی آراء ملاحظہ کیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

ختم اللہ به النبیین قبله فلا یکون نبی بعده ﴿تفسیر ابن عباس صفحه 446﴾

(خاتم النبیین) کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس پر سلسلہ نبوت کو ختم فرمادیا پس آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

امام جعفر بن جریر طبری

(خاتم النبیین) الذی ختم النبوة فطبع علیها فلا تفتح لا حد بعده الی قیام الساعة ﴿تفسیر طبری جلد 22 صفحه 22﴾

یعنی وہ شخص جس نے نبوت کو ختم کردیا اوراس پر مہر لگادی پس وہ قیامت تک آپ کے بعد کسی پر نہ کھولی جائے گی۔

امام فخر الدین رازی

(خاتم النبیین) وذلك لان النبی الذی یکون بعده نبی ان ترك شیا من النصیحة والبیان یستدرکه من یاتی بعده اما من لا نبی بعده یکون اشفق علی امته و اهدی لهم واجدی اذهو کوالد لولده الذی لیس له غیره من احد ﴿تفسیر کبیر جلد 9 صفحه 171﴾

یہاں خاتم النبیین اس لیے فرمایا کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو وہ اگر نصیحت اور بیان میں کوئی کمی چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اسے مکمل

کرتا ہے لیکن جس نبی کے بعد اور کوئی نبی نہ آنے والا ہو وہ اپنی امت پر بہت شفیق ہوتا ہے اور انہیں واضح اور کامل راہنمائی عطا کرتا ہے کیونکہ اس کی مثال ایسے باپ کی طرح ہوتی ہے جو جانتا ہو کہ اس کے بعد اس کے بیٹے کی نگہداشت کرنے والا کوئی سرپر نہیں۔

علامہ ابوعبداللہ قرطبی

(خاتم النبیین) قال ابن عطیة هذه الالفاظ عند جماعة علماء الامة سلفا و خلفا فتلقاه علی العموم الشام مقتضیة نصا انه لا نبی بعده ﷺ ...... و قراء ابن مسعود من رجالکم ولکن نبیا ختم النبیین

﴿تفسیر قرطبی جلد 14 صفحه 173﴾

ابن عطیہ نے کہا ہر دور میں علمائے امت اس بات پر متفق رہے ہیں کہ یہ الفاظ اس بارے میں نص ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ابن مسعود کی قرأت میں ہے لیکن وہ نبی ہیں جنہوں نے سلسلہ نبوت کو ختم کیا۔

علامہ ابن کثیر

فهذه الایة نص فی انه لا نبی بعده و اذا کان لا نبی بعده فلا رسول بعده بالطریق الاولیٰ والاخریٰ لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة ﴿تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحه 495﴾

یہ آیت کریمہ اس مسئلہ میں نص ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جب نبی نہیں آئے گا تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں آئے گا کیونکہ مقام رسالت مقام نبوت سے خاص ہے۔

علامہ عبداللہ بن احمد نسفی

(خاتم النبیین) ای اخرھم یعنی لاینبا احد بعدہ و عیسیٰ ممن نبی قبلہ و حین ینزل، ینزل عاملا علی شریعۃ محمد ﷺ کانہ بعض امتہ ﴿تفسیر مدارك التنزیل جلد3 صفحہ 34﴾

خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کسی شخص کو نبوت نہیں ملے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے انبیاء میں سے ہیں جب وہ دوبارہ نزول فرمائیں گے تو وہ شریعت محمدی پر عمل کریں گے اور حضور ﷺ کی امت کے ایک فرد کی طرح ہوں گے۔

علامہ علاؤالدین خازن

(خاتم النبیین) ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوۃ بعدہ ای ولا معہ قال ابن عباس یرید لولم اختم بہ النبیین لجعلت لہ ابنا یکون بعدہ نبیا و عنہ ان اللہ لما حکم ان لا نبی بعدہ لم یعطہ ولدا ذکرا یصیر رجلا ﴿تفسیر خازن جلد 3 صفحہ 424﴾

خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذات رسول ﷺ پر نبوت کو ختم فرمادیا، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور نہ ہی آپ کے زمانے میں کوئی نبی ہوگا (یعنی آپ کی نبوت میں کسی قسم کی شراکت یا حصہ داری نہیں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی حکمت یہ ہے کہ اگر میں آپ پر نبوت ختم نہ کرتا تو آپ کو ایسا بیٹا دیتا جو آپ کے بعد نبی ہوتا، آپ ہی فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمالیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو اس

کا تقاضا یہ تھا کہ وہ آپ کو ایسا بیٹا نہ دے جو بلوغت کی عمر کو پہنچے۔

علامہ اسماعیل حقی

(خاتم النبیین) و قوله علیه السلام لا نبی بعدی ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لانه انکر النص و کذالك لو شك فیه لان الحجة تبین الحق من الباطل ومن ادعی النبوة بعد محمد لا یکون دعواه الا باطلا ﴿تفسیر روح البیان جلد 7 صفحہ 188﴾

خاتم النبیین اور حضور کے فرمان ''لا نبی بعدی'' اس کے بعد جس نے کہا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہے تو وہ شخص کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے نص کا انکار کیا۔ اسی طرح اس مسئلہ میں شک کرنے والا بھی کافر ہو جائے گا، اس لیے کہ دلیل نے حق کو باطل سے جدا کر دیا۔ جس شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کیا اس کا دعویٰ باطل ہے۔

ان چند حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ابتداء سے لے کر آج تک مفسرین کرام کا موقف یہی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، وہ یہ بات اتنے وثوق اور قطعیت سے کہتے ہیں کہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ ذخیرہ تفاسیر سے کوئی بھی تفسیر اٹھالیں، اس آیت کریمہ کے ذیل میں یہی بات درج ہوگی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

قادیانی فتنہ کے بعد والے مفسرین پر تو یہ الزام لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے جانبداری اور تعصب سے کام لیا لیکن پہلے والے تمام مفسرین کی اس متفق علیہ تفسیر کے متعلق کیا کہا جائے گا؟ یہ تمام صرف اہل علم ہی نہیں بلکہ تقویٰ و پرہیز گاری کے کوہ ہمالیہ تھے۔ دامن

اسلام اور بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ان کی وابستگی مسلم ہے اور بعد میں آنے والے اہل علم ان کی عظمتوں کے معترف ہیں۔

قادیانی چال

احادیث، لغت اور علماء امت کے حوالے سے ماقبل سطور میں ''خاتم النبیین'' کا معنی بیان ہوا لیکن مرزا کذاب اور اس کی ذریت نے کتاب وسنت اور اجماع امت کا انکار کرتے ہوئے من گھڑت تاویلات کیں اور اپنے مذموم مقاصد کو سچ کا لبادہ دینے کی کوشش کی۔ مرزا کذاب لکھتا ہے:

اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ ﴿حقیقۃ الوحی صفحہ 96﴾

مرزا بشیر قادیانی خاتم النبیین کے تحت لکھتا ہے

یعنی آپ کی تصدیق کے بغیر اور آپ کی تعلیم کی شہادت کے بغیر کوئی شخص نبوت یا ولایت کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا ﴿تفسیر صغیر صفحہ 551﴾

یہ بات تو ظاہر ہے کہ ''نبیوں کی مہر'' مرزا قادیانی کی ذہنی اختراع ہے اہل لغت اس بات پر متفق ہیں کہ خاتَم یا خاتم جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوں تو لازمی طور پر اس کا معنی آخری ہی ہوگا۔ لیکن یہ ترجمہ کر کے بھی قادیانی اپنی جھوٹی نبوت کو ثابت نہیں کرسکتا۔ ان فقرات کو ملاحظہ فرمایئے۔

کیا زید کی مہر کا مطلب یہ ہوگا کہ اس مہر سے اور زید ایجاد ہوتے ہیں؟ کیا دوسرے جملہ سے یہ مفہوم اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اس مہر سے عدالتیں تیار ہوتی ہیں؟ کیا تیسرے جملہ کا یہ مطلب ہے کہ قاضی کی مہر سے قاضی تیار ہوتے ہیں؟ ہر ذی شعور پر واضح ہے کہ یہ مفہوم صریحا غلط ہے تو پھر خاتم النبیین کا معنی ''نبیوں کی مہر'' کر کے یہ مطلب کیسے اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ایسی مہر سے نبی بنتے ہیں، نحو کی رو سے خاتم النبیین مضاف اور مضاف الیہ ہیں۔ دنیا کی کسی لغت میں ایسا مضاف موجود نہیں جو مضاف الیہ کا خالق و موجد ہو۔ لیکن جہاں ایمان بیچنا قابل فخر رسم ہو، عزت و حرمت سے زیادہ مال وزر کی وقعت ہو اور ضمیر فروشی کی قیمت وصول کر کے اس پر جشن منایا جائے وہاں علم و فن اور عقل و فہم کا کیا کام۔

دوسرا وار

مثل مشہور ہے کہ ایک جھوٹ کیلئے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں یہی حال قادیانیوں کا ہے۔ کیونکہ دل تو ان کا بھی گواہی دیتا ہوگا کہ مرزا کذاب ہے، لیکن وہ اس جھوٹ پر پردہ ڈالنے کیلئے کئی جتن کرتے ہیں مرزا بشیر قادیانی لکھتا ہے:

لوگوں نے ''نبیوں کی مہر'' کی جگہ آخری نبی کے معنی لیے ہیں مگر اس سے بھی ہماری پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آتا............ اس کے علاوہ اگر اس حدیث کو لیں کہ آدم ابھی پیدا نہیں ہوا تھا تب بھی میں خاتم النبیین تھا تو بھی شجرہ انبیاء میں رسول کریم ﷺ کو مقام کے لحاظ سے اوپر کی جگہ حاصل ہے پس جب رسول کریم ﷺ معراج میں سب سے اوپر گئے تو مقام محمدی آخری نبوت کا مقام بنا اس طرح بھی وہی معنی ٹھیک رہے جو ہم نے کیے یعنی ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا مقام سب نبیوں سے افضل ہے۔

﴿تفسیر صغیر صفحہ 551﴾

پوری عبارت [illegible] کہ الفاظ چیخ چیخ کر بتا رہے ہیں کہ انصاف و دیانت کا خون کیا جا رہا

ہے، دین کو خواہشِ نفس کے تابع کیا جارہا ہے، کتاب اللہ میں من مانی تحریف کر کے اپنے جھوٹ کو چھپانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ بہرحال سوال یہ ہے کہ قادیانی جب رسول اللہ ﷺ کو افضل الانبیاء مانتے ہیں جیسا کہ مرزا بشیر کی عبارت سے ظاہر ہے تو جو نبیوں کا سردار ہے، سب رسولوں سے افضل ہے، اس کا فرمان ذیشان قادیانی کیوں نہیں مانتے؟ کیا اس حدیث میں بھی خاتم النبیین کا معنیٰ ''نبیوں کی مہر'' ہی کیا جائے گا۔

قال رسول الله ﷺ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی

قادیانی اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو افضل الرسل مانتے ہیں تو وہ آپ کے فرمان کے مطابق مرزا کو کذاب جانتے ہوئے اس پر لعنت بھیج کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور سب رسولوں سے افضل رسول کی شفاعت کے مستحق بن جائیں۔

اجرائے نبوت کے قادیانی دلائل کا تجزیہ

قادیانیت کی پیدائش کا بنیادی مقصد ملت اسلامیہ کے اندر انتشار تھا۔ انگریز نے مرزا کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ خدمت انگریز کی ترغیب کے ساتھ سادہ دل مسلمانوں کے ایمان کو بھی ضائع کرے، تو سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کیلئے مرزا نے قرآن حکیم کا بھی سہارا لیا۔ مرزا اور اس کی ذریت نے قرآن حکیم سے بھی اجرائے نبوت کو ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی۔ جن آیات سے انہوں نے استدلال کیا، ان کا تجزیہ ملاحظہ کیجیے۔

پہلا استدلال

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ

اور اگر بروزی معنوں کی رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس

کے کیا معنی ہیں

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

﴿ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 3﴾

تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب یوں رقم فرماتے ہیں:

اس کا معنی یہ ہے کہ اے اللہ بتا ہم کو ان لوگوں کا سیدھا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ یعنی ہم بھی ان کی مانند کتاب آسمانی کی ہدایت کے مطابق تیری عبادت والے سیدھے راستہ پر چلنے سے تیری حب وانس اور رضا ولقا کو پالیں۔

اس کا یہ معنی نہیں کہ ہم بھی انبیاء ورسل گذشتہ کا مقام نبوت ورسالت حاصل کرلیں۔ یا بسبب کمال اتباع کے ان لقب مخصوص کے مستحق بن جائیں۔ کیونکہ نبوت و رسالت مع لوازم اپنے القاب ہوں یا احکام خاصہ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ط سے تعلق رکھتے ہیں یعنی موہوبی ہیں نہ کہ کسبی۔ اور بہ سبب اتباع کے اگر القاب خاصہ اور احکام خاصہ مل سکتے تو خلفاء اربعہ اور حسنین کریمین اور اولیاء سلف رضوان اللہ اجمعین بڑا استحقاق رکھتے تھے ﴿سیف چشتیائی صفحہ 25﴾

دوسری استدلال

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ فَاٰمِنُوْ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

ہاں اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے سو تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ ﴿تفسیر صغیر صفحہ 103﴾

اس آیت کریمہ کا کوئی تفسیری حاشیہ تو نہیں کہ معلوم ہو سکے، مرزا بشیر قادیانی نے اس آیت سے کیسے استدلال کیا البتہ اجرائے نبوت کے عنوان میں یہ آیت درج ہے۔

کسی نے مسخرے سے کہا کہ تم نماز نہیں پڑھتے، اس نے جواب دیا: قرآن میں ہے لا تقربو الصلوٰۃ اس شخص نے کہا آگے پڑھو۔ مسخرہ کہنے لگا اس حکم پر تو عمل ہو جائے پھر آگے دیکھ لیں گے مرزا بشیر بھی اس مسخرے سے کچھ کم نہیں جہاں رسول کا لفظ آیا جھٹ مرزا کذاب پر چسپاں کر دیا کہ دیکھو یہ مرزا کی تائید ہو رہی ہے آیت کریمہ ملاحظہ فرمائیے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ﴿آلِ عمران :179﴾

اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ رسولوں کے مقام و مرتبہ کو بیان فرما رہا ہے کہ ان کا مقام و مرتبہ کتنا بلند ہے، اللہ تعالیٰ اپنے رسل عظام کو کس شان کے علوم غیبیہ عطا فرماتا ہے، اور لوگوں کو حکم ہو رہا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے مقام نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا ایمان لاؤ لیکن

؎ اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

کے مصداق مرزا بشیر قادیانی آیت کے آخری حصہ سے اجرائے نبوت کا عقیدہ ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے، اور آیت کا پہلا حصہ ہضم کرنا چاہتا ہے۔

تیسرا استدلال

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿النساء : 69﴾

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل

ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین

(میں) اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔

قرآن کریم میں مَع کا لفظ ہے جس کے معنی ساتھ کے ہیں مگر مَع کے معنی مِنْ کے بھی

ہوتے ہیں اور وہی ہم نے یہاں بیان کیے ہیں ﴿تفسیر صغیر صفحہ 119﴾

لفظ مَع کو مِنْ کے معنی میں لاکر قادیانی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ جو شخص اللہ

اور رسول کی اطاعت کرے وہ مقام نبوت پر فائز ہوسکتا ہے، دلیل میں یہ آیت پیش کر کے

سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان میں نقب زنی کی کوشش کی گئی۔ اس آیت کریمہ کے پس منظر

میں مفسرین کرام نے جو واقعات درج کیے ان سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ جب صحابہ کرام ﷺ

نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ جنت میں ہم کیسے آپ کی زیارت کرسکیں گے تو

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ خدا اور رسول کی

اطاعت کرنے والے جنت میں اس طرح رہیں گے کہ وہ ان پاکباز لوگوں کی زیارت سے

مستفید ہوسکیں گے اور اس سے یہی معیت مراد ہے۔ لیکن جب عقیدہ پہلے بنا لیا جائے اور

دلائل پر وہ عقیدہ ٹھونسا جائے تو پھر حالت یہی ہوتی ہے جو قادیانیت کے دلائل کی ہے۔

نبوت وہبی چیز ہے محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہوتی ہے کسبی چیز نہیں کہ

انسان اطاعت و فرمانبرداری اور مشقت و ریاضت سے اسے حاصل کرلے۔ اگر بالفرض

مرزا البشیر قادیانی کی اس دلیل کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی یہ آیت انہیں مفید نہیں، اس لیے

کہ آیت میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا ذکر ہے، جبکہ مرزا قادیانی نے تو ساری عمر انگریز کی

اطاعت و غلامی میں گزاری۔ اس بابت مرزا نے خود لکھا:

بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی، عربی، اردو اور

انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جس میں بار بار لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے جس کے

ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جانثار ہوجائیں گے اور جہاد اور خونی مہدی کے انتظار وغیرہ میں بے ہودہ خیالات سے جو قرآن مجید سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے دستبردار ہو جائیں ﴿تریاق القلوب صفحہ 307﴾

کتنی عجیب بات ہے کہ غلامی فرنگ کا طوق گلے میں ہو، شرافت پاس سے بھی نہ گزری ہو، ضمیر فروشی کے کاروبار کو ساری عمر ترجیح حاصل رہی ہو اور وہ شخص دعویٰ نبوت کرکے اپنے آپ کو انسانیت کی راہنمائی کیلئے پیش کرے۔

وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت وشوکت کا پیام

چوتھا استدلال

اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ

اللہ فرشتوں میں اپنے رسول منتخب کرتا ہے اور (اسی طرح) انسانوں مین سے بھی

﴿تفسیر صغیر صفحہ 432﴾

مرزا بشیر نے تو صرف اجرائے نبوت کے عنوان میں اس آیت کو ذکر کیا لیکن ابو العطاء جالندھری کا استدلال ملاحظہ ہو:

اس آیت میں لفظ یَصْطَفِی مضارع ہے جو استمراری طور پر حال اور مستقبل کیلئے مستعمل ہوا.......... پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی سنت مذکور ہے کہ وہ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول منتخب فرماتا رہتا ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے:

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا

کہ خدا کی سنت میں تبدیلی نہیں ہوتی

کے رسول بنائے جانے پر اعتراض کرر ہے ہیں۔ ﴿القول المبین صفحہ 40-41﴾

جواب: ایک عام قانون ہوتا ہے پھر اس میں تخصیص کردی جاتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ ﴿الدھر:2﴾

ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى

ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا

یہ قانون فطرت ہے کہ مرد و عورت کے اختلاط سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور یہی قانون قرآن حکیم میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اس طرح نہیں ہوئی یہ "وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا" کے خلاف ہرگز نہیں بلکہ عام قانون تو اب بھی یہی ہے لیکن یہ دونوں تخصیص کی وجہ سے اس قانون سے مستثنیٰ ہیں۔

"اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ" میں ایک عام ضابطہ بیان ہوا اور یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک جاری رہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت ختم نبوت کے ساتھ اس قانون کی تخصیص بیان فرمادی، کہ اب سلسلہ نبوت ختم کردیا گیا۔

ابوالعطا جالندھری نے یہ قانون کہاں سے اخذ کرلیا کہ مضارع استمراری طور پر حال اور مستقبل کا معنی دیتا ہے؟ مضارع سے دونوں معنی مراد لیے جاسکتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت مضارع سے دونوں معنی مراد لیے جائیں۔ کسی خارجی دلیل اور سبب کی وجہ سے ایک زمانہ کی تخصیص بھی کی جاسکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ﴿البقرة:30﴾

اس آیت کریمہ میں یُفْسِدُاور یَسْفِكُ دونوں مضارع کے صیغے ہیں اور دونوں جگہ صرف مستقبل کا معنی مراد ہے۔

ختم نبوت پر متعدد واضح آیات واحادیث موجود ہونے کے باوجود جو جماعت مضارع کے صیغوں سے اجرائے نبوت ثابت کر کے بغلیں بجائے تو اس پر سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہے۔ ؎ خدا جب ایمان لیتا ہے شقاوت آہی جاتی ہے

اسی طرح دیگر آیات کے معانی ومفاہیم میں تحریف اور قطر برید کر کے قادیانی اجرائے نبوت کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔قادیانیوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ پہلے مرزا کی نبوت کا عقیدہ اختیار کرتے ہیں اور پھر قرآن مجید سے مرزا کی نبوت کے دلائل ڈھونڈ تے ہیں، حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ پہلے وہ قرآن حکیم کا مطالعہ کرتے پھر اس کے معانی ومفاہیم کیلئے امت مسلمہ کا اجماعی موقف سامنے رکھتے، پھر کسی نئی نبوت کو اس معیار پر دیکھتے تو یقیناً وہ گمراہی کی تاریک وادیوں سے بچ جاتے اور قرآن حکیم کے معانی میں تغیر وتبدل نہ کرتے۔لیکن قادیانی قرآنی آیات کو ان کے سیاق وسباق سے ہٹا کر پیش کرتے ہیں، بہت دور کی کوڑیاں ملا کر اپنا موقف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔قادیانی قرآن سے عقیدہ تلاش نہیں کرتے، بلکہ اپنے بنائے ہوئے عقیدہ کو قرآن پر ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں

؎ خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

اگر کوئی بندہ قرآن حکیم کا بغیر تعصب کے مطالعہ کرے تو قرآن حکیم سے یہ بات صراحتاً ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال ہے۔حضور نبی کریم ﷺ پر نبوت، رسالت اور وحی کے سلسلہ کو مکمل فرمادیا گیا، آپ کے بعد

یہ سلسلہ منقطع ہے۔ جب کتاب الٰہی اور احادیث رسول میں اجرائے نبوت کا کوئی ثبوت نہیں تو ایک عقلمند شخص کیلئے اتنا ہی کافی ہے، وہ یقین کرے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہے اور نہ رسول ہوگا۔ اتنے دلائل کے باوجود بھی اگر کوئی کم فہم ختم نبوت کو نہ مانے اور دعویٰ نبوت کرے تو وہ دجال، کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور جو ایسے شخص کی تقلید کریں وہ بھی داخل گروہ کفار ہیں۔ اسلام کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ جو شخص اتنے دلائل و براہین کے باوجود تشکیک کا شکار ہو کر ایسے لوگوں سے تعلق قائم کرے جو حضور ﷺ کی ختم نبوت کے منکر ہیں، تو وہ شخص بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

تمت بالخیر

☆☆☆

جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن

کامرہ کینٹ اٹک

- جامعہ اہلسنت کی عظیم معیاری درسگاہ ہے۔
- جامعہ میں اس وقت 150 کے قریب طلباء زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔
- جامعہ میں محنتی اساتذہ خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔
- جامعہ کی خوبصورت مسجد میں 1000 کے قریب نمازیوں کی گنجائش ہے۔
- جامعہ کی لائبریری میں 350 کے قریب کتب دعوت مطالعہ پیش کر رہی ہیں۔
- آئیے صدقات، عطیات، زکوٰۃ کی صورت میں جامعہ کی معاونت کر کے خدمت دین کے اس قافلہ میں شامل ہو جائیے۔

مولانا غلام مرتضیٰ

ناظم جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن